AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

مسلم اور مغربی تہذیب کے علمی افکار کا تقابلی جائزہ (ابن رشد کے افکار کی روشنی میں)

A Comparative Study of the Intellectual thought of Muslim and Western civilizations (in the light of the Averroes' thought)

Dr. Ahmad
Assistant Professor, Islamic Studies, Green International University, Lahore: dr.ahmad@giu.edu.pk
Dr. Aminullah
Assistant Professor and Head of Islamic studies Department, Shaheed Benazir Bhutto University Sheringal Dir Upper: amin@sbbu.edu.pk

Abstract

This article analyzes the contrasting scientific philosophies of Muslim and Western civilizations through the lens of Averroes' thought. It highlights Averroes' view that there is a harmonious relationship between reason and revelation in all knowledge domains. His scientific framework promotes the integration of reason and science with religious guidance, whereas Western civilization has strayed into a moral crisis by emphasizing unfettered reason and secularism. Averroes supports the idea that Islamic law underpins both science and philosophy, positioning them as pathways to understanding God. In contrast, the West operates largely devoid of religious influence in its intellectual pursuits, leading to materialism and atheism. The article posits that Muslim civilization retains a distinctive and valuable position, urging contemporary Muslim intellectuals to embrace religious knowledge alongside modern thought to foster progress. Furthermore, it critiques the Western separation of religion from science and observes how Western thinkers often reference Averroes to counterbalance their own philosophical extremities, pointing to a necessity for a reevaluation of secularist ideas that clash with Islamic principles.

Keywords: Atheism, Materialism, Modern, Religion, Science, Secularism.

مغربی تہذیب عصر حاضر کی غالب تہذیب ہے۔ نو آبادیاتی نظام اور پھر مسلم ممالک کی آزادی کے بعد سرمایہ دارانہ نظام کی وجہ سے اس تہذیب نے مسلم ممالک پر اپنی تہذیبی یلغار برقرار رکھی۔ مسلم دنیا کی اپنی تہذیب و ثقافت ہے۔ یہ تہذیب مغلوب ہونے کے لیے پروان نہیں چڑھی۔ اس کی نشاءۃ ثانیہ سے مغربی مفکرین خائف ہیں، اور تہذیبی تصادم کا راگ الاپتے رہتے ہیں۔ مغربی تہذیب کی نمائندہ طاقتیں عالمی اداروں کے ذریعے مسلم ممالک میں مغربی تہذیب کو رائج کرنا چاہتے ہیں۔ وہ جدیدیت کی راہ ہموار کرنے میں مگن ہیں۔

مغربی تہذیب ازمنہ وسطیٰ میں پروان چڑھنا شروع ہوئی۔ اس نے مسلم دنیا اور خاص طور پر عربی اندلس سے تعلیم و تحقیق کی روایت سیکھی۔ ابن رشد ایک راسخ العقیدہ مسلم دانشور تھے، مغرب میں ان کے افکار کو سمجھا گیا، اور مغربی مفکرین نے اپنی مرضی سے مطالب حاصل کیے۔ ابن رشد کی کتب کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ مسلم دنیا میں رواج پانے والے مغربی افکار انحراف کی طرف لے جاتے ہیں۔ اس تحقیق میں ابن رشد کو مسلم تہذیب کا ایک نمائندہ کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ آپ کے افکار مغربی فکر کی تطہیر میں رہنمائی کرتے ہیں۔ نیز ان کی مدد سے مسلم فکر کی تعمیر کی راہ تلاش کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔

علیت اور مطالعہ تاریخ میں تقابل

مغرب میں ما قبل جدیدیت میں علیت اور مطالعہ تاریخ کا مستند ترین ذریعہ بائبل اور اس کی تشریحات تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے تمام اقوامِ عالم میں رسول مبعوث فرمائے۔ بنی یافث نے اپنے نبی اور جدِ امجد حضرت نوحؑ کے حکم سے یورپ کے سرد کوہستانی خطے کو آباد کیا۔ انہوں نے سرسبز و شاداب جنگلات میں انسانی آبادیاں قائم کیں۔ برفباری، گرج چمک اور سرد ہواؤں میں خوراک کی تلاش مشکل تھی۔ انہوں نے کھیتی باڑی، شکار اور گلہ بانی کے پیشے اختیار کیے۔ جب انہیں اپنے آباءواجداد کا بتایا گیا، دکھائی نہ دینے والا رب، دُور محسوس ہوا، تو انہوں نے بت پرستی شروع کر دی۔

بائبل کی تعلیمات نے یورپ کو علم اور مطالعہ کی نئی روشنی بخشی۔ انسانی تاریخ مشرق وسطیٰ سے شروع ہوئی۔ وہاں اسرائیلی شان و شوکت سے مقیم رہے۔ باقی لوگ نقلِ مکانی کرتے رہتے تھے۔ جب یہ رعونت مائل ہوئے تو ان کے دس قبیلے تاریخ کے اوراق سے گم کر دیئے گئے، باقی ماندہ یہودی کہلائے جو بابل کی جلاوطنی کاٹ کر آئے تھے۔ حضرت مسیحؑ کے بعد یہودی ارضِ مقدس سے بے دخل کر دیئے گئے۔ ان میں سے کچھ یورپ آئے، لیکن انہوں نے یہاں اپنا منفرد تشخص بر قرار رکھا۔

یہودی یروشلم سے جلاوطن کیے گئے تو وہ اپنے اس معبد کے بغیر دینی تشکیلِ نو میں لگ گئے۔ وہ مسیحیت کو نظر انداز کرتے رہے، تاہم مسیحی یہودیت کو نظر انداز نہیں کرسکتے تھے۔ ان کے موعود مسیحا کی بشارت عہد نامہ قدیم میں تھی، اور انہیں ہر نبی میں اس کا پَرتو نظر آتا تھا۔ آپؑ کی ربیوں کی مروجہ ٹریبونل مجلس کی جانب سے مذمت کی گئی تھی۔ ہیرود کے محافظ افسران نے یسوع مسیحؑ کی آنکھوں پر پٹی باندھ دی۔ انہوں نے آپؑ کے چہرہ انور پر وار کیا۔ آپؑ کو کنڈوں کا ایک نوکدار تاج پہنایا گیا، اور آپؑ کو چمڑے کے رومی تازیانے کے چابک مارے گئے۔[1]

مغرب میں آج بھی حضرت مسیحؑ کے مظلومانہ انجام کی تاویل کی جاتی ہے۔ مسیحی اسے ابن اللہ کے کفارے کے عقیدے میں چھپاتے ہیں۔ قرآن کریم تورات کی نشانی کی تصدیق کرتا ہے کہ آپؑ سچے مسیحا ہیں۔ باری تعالیٰ نے سچے مسیحؑ کو قتل یا مصلوب نہیں

(1) Lindsey Hal, The Messiah, Harvest House Publishers, Oregon, 1982(108).

ہونے دیا۔ آپ ﷺ نے بتایا کہ یہود کا مسیحِ دجال اسی سچے مسیحؑ کے نیزے پر چڑھایا جائے گا۔ اس کے بعد ماجوج کا ناقابلِ تسخیر مغربی لشکر، اللہ سے جنگ کر کے فنا ہو گا۔ مسیحی قسیس اور رہبان مسیحیت کا پیغام یورپ لائے۔ انہوں نے اپنے اس مشن میں دینِ عیسوی میں قابلِ قبول تبدیلیاں کر دیں۔ شریعتِ اسلامی میں نسخ کا حکمِ خداوندی بیان کیا گیا ہے۔ یہود و نصاریٰ نے اس کا تمسخر اڑایا ہے۔ انہوں نے زمانے کی رفتار کے مطابق چلنے کی کوشش کی تو تکذیب و تحریف کو شعار بنالیا تھا۔

ابن رشد کے علمی افکار اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ہیں۔ آپ کو مغرب کی پرانی علمیت اور مطالعہ تاریخ سے اختلاف ہے۔ ابن رشد تمام تر علمیت پر وحی الٰہی کی فضلیت سمجھتے ہیں۔[2] جب مغرب میں جدید سوچ پروان چڑھی، تو بائبل کی علمیت و تاریخ مہا بیانیہ بن گئی۔ اس کے بجائے مختلف سماجی پیشوں کے مختصر بیانیے اور لسانی کھیل اہمیت کے حامل ہوئے۔ ان کی حیثیت اور دائرہ کار محدود، اور تاریخی حیثیت کم ہوتی ہے۔ اس لیے انہیں کسی وحدت میں ڈھالنے کا امکان نہیں ہوتا۔[3] سائنس لسانی کھیلوں سے تشکیل پاکر مخصوص بیانیے تخلیق کر رہی ہے، اور علم کی سب سے اعلیٰ صورت ہونے پر اصرار کر رہی ہے۔[4]

مغربی تہذیب کے برعکس مسلم تہذیب الہامی کتب پر ایمان اور ان کی رہنمائی کو فوقیت دیتی ہے۔ مغرب میں مغربی مفکرین کے افکار پر آسمانی کتب کی نسبت زیادہ عمل کیا جاتا ہے۔ چند مغربی مفکرین نے زبان و ادب کے نئے اصناف سے مغرب میں ذہن سازی کی۔ روزمرہ زندگی کے ابہام میں ناقابل فہم سچائی کو کہانی بڑی سہولت سے بیان کر دیتی ہے۔[5] اس کی قوت کے ذریعے روحانی حقائق پیش کیے جاسکتے ہیں۔[6] اساطیر کہنے سے متضاد فکر بھی ہے کہ مہابیانیے کا فریم ورک تشریحِ عالم میں کارآمد ہو سکتا ہے۔ آزاد خیال نتائجیت پسندی اپنے بائیں بازو کی شہرت رکھتی ہے۔ یہ آزاد خیال سرمایہ دارانی نظام اور مارکیٹ کلچر سے براءت کرتی ہے۔[7] یہ فکر بھی مذہب بیزار ہے۔

جدیدیت کی علمیت اور مطالعہ تاریخ سرمایہ پرست سے سوشل بنی ہے۔ یہ مزید ترقی پسند ہوئی۔ ابن رشد تاریخ سے جڑنے کو ترقی پسندی سمجھتے ہیں۔ آپ نے قدیم فلسفے سے تعلق مظبوط بنایا۔ آپ نے علمیت اور علمی اصلاح کے لیے کام کیا۔ مغربی یورپ میں

(2) ابن رشد، محمد بن احمد، ابوالولید، بدایۃ المجتہد ونھایۃ المقتصد لابن رشد، ترجمہ: ڈاکٹر عبید اللہ فہد فلاحی، دار التذکیر، لاہور، س ن (222،317)۔

(3) Lyotard, Jean Francois, The Postmodern Condition: A Report on the Knowledge, Manchester University Press, 1984 (36).

(4) Glen Ward, Understand Postmodernism, Teach Yourself, London, 2010 (170).

(5) Karen Armstrong, In the Beginning: A New Interpretation of Genesis, Ballantine Books, New York, 1997 (20).

(6) Keith Ward, The Case for Religion, Oneworld Publication Limited, Oxford, 2004 (106).

(7) Zima, Peter V. Modernism/ Postmodernism, Continuum, London, 2010 (83).

کمیونزم کی مقبولیت کا راستہ روکنے کی کوشش کی گئی ہے، لیکن وہاں کی علمیت پر اس کا اثر دیرپا ثابت ہوا ہے۔ مغربی تہذیب سرمایہ دارانہ سوچ کی حامل ہے۔ اس کے استحصال کے خلاف مفکرین نے نظریات پیش کیے تھے۔ ان میں سے ایک انتہاپسندانہ نظریہ اشتراکیت کا تھا۔ اسے انسانیت کی منزل سمجھا گیا۔ ترقی کے مدارج کے اس راستے کی منازل میں بورژوا آزاد خیالی آئی، اور پھر انسانیت یکجہتی اور سماجی اشتراک حاصل کرنے میں کامیاب ہوئی ہے۔[8]

مشرقی یورپ میں اشتراکیت کی شکست سے برِ اعظم مابعد جدیدیت کی گود میں جا بیٹھا ہے۔[9] زوال کی وجہ سے اشتراکیت کو تشکیک کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ اسے اب سرمایہ دارانہ نظام کا متبادل کہنے سے ہچکچاہٹ محسوس کی جا رہی ہے، لیکن سیاسی اور معاشی حقوق کی ترقی پسند سوچ کے دروازے بند نہیں ہوئے۔[10] اشتراکیت کی ایک شاخ مارکسیت نے علمیت پر اتنا اثر و رسوخ ڈالا تھا۔ اب بھی تاریخ نویسی کے لیے اصطلاحات اور تعقلات کے استعمال میں مارکسی حد بندی میں جانا پڑتا ہے۔ مؤرخ یا مارکسی ہونا گویا مترادف بن گیا ہے۔[11] ابن رشد زکوٰۃ کے نظام کے قیام اور سودی نظام سے اجتناب کو انسانی فلاح کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ آپ کسی دین بیزار علمیت کے حق میں نہیں۔[12]

تحقیق واصولِ تحقیق میں تقابل

مغربی تہذیب میں سابقہ الہامی کتب کی تحریف تسلیم کی جاتی ہے۔ وہاں موجودہ الہامی کتاب قرآن کریم کی بے حرمتی کا تماشا لاپرواہی سے دیکھا جاتا ہے۔ وہاں تحریکِ استشراق نے بلند پایہ تحقیق میں نام کمایا ہے۔ مستشرقین نے اہلِ مغرب کے ذہنوں میں بٹھا دیا ہے کہ قرآن کا ماخذ عرب اور جنوبی شام کے قصے کہانیاں، یہودی تالمود اور مسیحی روایات بنی ہیں۔ اسی لیے اہلِ مکہ آپ (ﷺ) کو شاعر اور قرآن کو اساطیر کا مجموعہ کہتے تھے۔[13] ان کے مطابق تمام قرآن میں عہد نامہ قدیم و جدید اور

(8) Zima, Peter V. Ideology and theory, Zima, Peter V. Ideology and theory, PhilPapers: Philosophical Research Online, 1989, Retrieved: Mar 13, 2020, from https://philpapers.org/rec/ZIMIUT
(9) Alex Callinicos, Against Postmodernism, Polity Press, 1990 (171).
(10) Roger Burbach, Globalization and Postmodern Politics, Pluto, London, 2001 (79).
(11) Wood, Ellen Meiksins, In Defense of History, Marxism and the Postmodern Agenda, Aakar Books for South Asia, 2006 (184).
(12) بداية المجتهد و نهاية المقتصد لابن رشد، (355، 367)۔
(13) Rodwell, J.M. The Koran, Dent, London,1909 (14).

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

تالمود کے علاوہ غیر مستند اناجیل کے بیانات کی نقل اور تکرار پائی جاتی ہے۔ انہیں اصطلاح میں اقتباسات کہنا ہی مناسب ہے۔ [14]

ابن رشد قرآن و سنت کو بنیادی مصدر مانتے ہیں، جبکہ مغربی تہذیب میں صرف دیندار طبقہ ہی الہامی کتب کو بنیادی مصدر مانتا ہے۔ ابن رشد عہد نامہ عتیق و جدید کی منسوخی کے قائل ہیں۔ آپ سابقہ شرائع کے بجائے اسلامی شریعت کے کارآمد ہونے پر یقین رکھتے ہیں۔ مستشرقین نے ایک جدید نظریہ آپ ﷺ کے اصلاحِ معاشرہ میں اخلاص کا پیش کیا ہے۔ اسی سانس میں کہہ دیا جاتا ہے کہ تمام تر لگن کے باوجود غلطی کا امکان ہوتا ہے۔ وہ مفروضہ قائم کرکے اسے نظریہ بنا لیتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ خارج سے آنے والی بات کا لاشعور کی آواز ہونا ممکن ہے۔[15] مستشرقین کو بالآخر قرآن کریم کے منجانب اللہ ہونے اور اس میں بیان کردہ تصورِ حقیقت کی حقانیت کے آگے سر جھکانا پڑا۔[16]

تحریکِ استشراق اپنی تحقیقات اور ان کے لیے متعین کیے گئے اصول و قواعد کی پاسداری کی دعویدار ہے۔ ابن رشد کو مغرب پر فوقیت حاصل ہے کہ آپ اپنی تحقیقات کا ماخذ بیان کرتے ہیں۔ آپ فقہی دلائل میں بیان کردہ نصوص سے استدلال کو پرکھتے ہیں۔ آپ فقہی قیاس پر خبر کو ترجیح دیتے ہیں اور دلائل بیان کرنے کے بعد اپنی رائے کا اظہار کرتے ہیں۔ آپ تحقیقی سوالات اور مفروضات کے جواب تلاش کرتے ہیں۔ آپ فقہی و علمی اصطلاحات کا بخوبی استعمال کرتے ہیں اور علوم اللسان سے استفادہ کرتے ہیں۔ کسی بھی مسلک کی تقلید کی بجائے آپ اجتہاد کو اہمیت دیتے ہیں۔[17]

شریعت اور سائنس کے دائرہ کار میں تقابل

گیلیلیو کا مقدمہ یورپی کیس اسٹڈی ہے۔ مذہبی لوگوں کے مطابق اس نے سنگین غلطیاں کی تھیں۔ اس قصور کی وجہ سے وہ سخت سلوک کا شکار ہوا۔[18] ابن رشد ٹیکنالوجی کی اہمیت کو فراموش نہیں کرتے۔ آپ کے مطابق اس سے تمام اجرام سماوی، کائنات

(14) Encyclopaedia of Religion and Ethics, Charles Scribner's Sons, New York, 1930, (X/ 540).
(15) Watt, W. Montgomery, Muhammad: Prophet and Statesman, Oxford University Press, London, 1961 (17).
(16) Watt, W. Montgomery, Islam and Christianity Today: A Contribution to Dialogue, Routledge & Kegan Paul, London, 1983 (60).
(17) بداية المجتهد و نهاية المقتصد لابن رشد، (167، 421)۔
(18) Pietro Redondi, Galileo heretic, Trans Raymond Rosenthal, Princeton University Press, Princeton, 1989 (75).

اور ان میں پھیلے تمام ستاروں کی مقدار، صورت، ابعاد اور ان کا درمیانی فاصلہ جان لینا ممکن ہے۔ آپ علم ہئیت کے براہین کی مدد سے سورج اور زمین کا حجم معلوم ہو جانے کی امید رکھتے تھے۔

ابن رشد نے بھرے دربار میں قومِ عاد کے ثبوت سے انکار کیا تھا، آپ کی اس بارے میں رائے بڑی لغزش تھی۔ اس سے آپ کے خلاف مقدمے میں مدد لی گئی، تو آپ نے اس رائے سے اجتناب کر لیا۔ مغربی تہذیب الہامی کتب کی صرف سائنسی شہادت کو اہمیت دیتی ہے، اس کے مطابق منطقی اور سائنسی ثبوت ہی سچ ہیں اور ہر شخص کے لیے ہمیشہ اور ہر مقام پر بغیر کافی ثبوت کے کسی چیز کو تسلیم کر لینا غلط ہے۔[19]

مغرب سائنسی حقائق کی تلاش اور قوانین قدرت سمجھنے کی جستجو میں آپ سے ہم آہنگ ہے۔ مغرب سائنسی زبان میں بات کرتا ہے جبکہ آپ شرعی تناظر میں سائنسی اہمیت کو اجاگر کرتے ہیں۔ جیسے آپ موجودات کی کھوج لگانے والے کو کافر یا گناہ گار کہنے سے منع کرتے ہیں۔ مغربی سائنسی فکر جدید ترین ہے جو آپ کے برعکس زمین کی گردش کی بات کرتی ہے۔ اس کے مطابق وہاں پے در پے ایٹمی دھماکے آگ کے مناظر دکھاتے ہیں۔ ابن رشد سورج کو متحرک سمجھتے تھے اور اس کے منور ہونے کی وجہ سے اس کی حرارت کو وجہ بتاتے تھے۔ مغرب نئے نظریات بیان کرتا ہے۔ آپ آسمانوں کی بنسبت ارضی ساخت کو ٹھوس اور وزنی سمجھتے تھے، اس سے مغربی سائنس متفق ہے۔

ابن رشد کو سائنسی علوم سے رغبت تھی جو مغرب کی طرح سائنس پرستی جیسی نہ تھی۔ مغرب میں سائنس نے زندگی آسائش اور تعیش سے بھرپور کر دی ہے۔ سائنس و ٹیکنالوجی کے جدید عملی زندگی میں اطلاق سے جدیدیت کی نمود ہوئی ہے۔[20] ابن رشد عذاب قبر، عذاب جہنم، فتنہ دجال اور زندگی و موت کے فتنے سے بچنے کی ماثور دعا پڑھنے کا التزام کرتے تھے۔[21] مابعد جدیدیت میں مغربی ٹیکنالوجی دجالی شعبدے کی طرف چل دی ہے۔ وہ توجہ نہیں دیتی کہ انسانی علم محدود ہے، تو لاعلمی لازمی طور پر لامحدود ہونی چاہیے۔ انسان کے جاننے اور سمجھنے کی حدود کی وجہ سے سائنسی علم کی حدود ہیں، اور مثبتیت پسندی نے سائنس کے اندھے مقامات پر دھیان دیئے بغیر سائنس پر بہت زیادہ اعتماد کیا ہے۔

(19) Taylor, Mark C. After God, The Yniversity of Chicago Press, Chicago, 2007 (279)
(20) Martin Heidegger, The Question concerning Technology, Garland Science, New York, 1954 (107).
(21) بداية المجتهد و نهاية المقتصد لابن رشد، (200، 324)۔

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

مغرب میں مثبتیت پسندی کی بنیادی بصیرت خود فلسفہ جتنی یا اس سے کہیں زیادہ پرانی ہے۔انسانوں نے ہمیشہ یہ سمجھا ہے کہ حقیقت کے بارے میں جاننے کا ایک بہترین طریقہ اس کا باقاعدگی سے مشاہدہ ہے، اور عام طور پر لوگ بہت آسانی سے یقین کرتے ہیں کہ آس پاس کی دنیا ایک معروضی حقیقت ہے۔[22]

ایمان کی ترجیح میں تقابل

مغربی سائنسدانوں کی اکثریت دہریت مائل ہیں جبکہ ابن رشد اس کے خلاف تھے۔ انسان پرست دجالی ٹیکنالوجی کی فکر مغربی مفکرین کی تاریخی کوششوں سے پختہ ہوئی ہے، اور قلوب و اذہان سے نہیں جاتی۔ کوپرنیکس کے نظام شمسی کے مطالعہ کی مغربی سیاق و سباق میں بہت اہمیت تھی۔ اسے دینی طبقے نے دبایا تو سائنس دانوں نے سترہویں صدی میں پروان چڑھایا۔ ڈیکارٹ کے استدلال سے ہر چیز کا محور انسان ثابت ہوا، تو اگلی صدیوں میں معروضیت کو موضوعیت کی خدمت گذاری میں لگا دیا گیا۔ عقل سائنس کی منصوبہ بندی میں لگ گئی اور ٹیکنالوجی ترقی کا وسیلہ بن گئی۔[23]

ہیوم ذاتِ الٰہی کے بارے میں لاادری، دین مخالف اور غیر عقلی اعتقادات پر جان لاک (1632ء تا1704ء) سے بڑا ناقد تھا۔[24] اس کے مطابق انسانی فطرت کی سائنس کو تجربہ اور مشاہدہ سے مدد مل سکتی ہے، اور محتاط اور عین تجربات سے مضبوط بنیاد دی جا سکتی ہے۔ اس سے ذہن مختلف حالات کا جواب دیتا ہے۔ فطرت اس کا علاج فراہم کرتی ہے۔ پیار فیصلے اور افہام و تفہیم کے بارے میں بے قاعدہ اور پیچیدہ ہے۔[25] سائنسدانوں میں سے نیوٹن کو نبوت اور وحی کے موضوع میں دلچسپی تھی۔ اس نے جان لاک کو 1690ء ایک خط میں تثلیث پر بات کی۔[26] نیز آئن سٹائن اور وائیٹ ہیڈ (1861ء تا 1947ء) نے قدیم مادیت کا ابطال کیا۔ سائنس اور فلسفے کے بارے میں ایمانوئیل کانٹ کا ماننا تھا کہ ایک نیوٹنائی کائنات میں عقلی وجود کو، سمجھدار دنیا کے رکن کی حیثیت سے، بااخلاق ہونا چاہیے۔ عالم کے ایک رکن کے طور پر ایسا کرنا ضروری ہے۔[27]

(22) Anthony Giddens, Positivism and Sociology. Heinemann. London. 1974 (65). Catherine LeGouis, Positivism and Imagination: Scientism and Its Limits in Emile Hennequin, Wilhelm Scherer and Dmitril Pisarev. Bucknell University Press. London: 1997 (72).

(23) After God by Mark C. Taylor (45).

(24) Keith Ward, God and Philosophers, Fortress Press, Northwest Philadelphia, Pennsylvania, 2009 (57).

(25) David Hume, A Treatise of Human Nature , ed. D. F. Norton and M. J. Norton, Oxford University Press, New York, 2000 (5, 314).

(26) آئیزک نیوٹن، ریاضیات۔ فطری فلسفہ، ترجمہ خالد مسعود، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، 1998ء (6)

(27) Immanuel Kant, Practical Philosophy, trans. M. J. Gregor, Cambridge University Press, NY, 1996 (101).

مغربی تہذیب ایمان و عقل کے شدید معرکے کا میدان بنا۔ وہاں سائنسی فکر غالب ہے۔ وہ ہر تہذیب میں اسے رائج کرنا چاہتی ہے۔ ابتدائی جدید یورپی تجربے میں یقین کے مقابلے پر دلیل کی جدوجہد چل رہی تھی۔ مغرب اس تجربے کو عالمگیر رواج دینا چاہتا ہے۔ وہ مسلم معاشروں میں جدیدیت کے لیے ایسے معرکے کی ابتداء چاہتا ہے۔ تاریخ سائنس اور فلسفہ میں مسلمانوں کی خدمات کی شاہد ہے۔ اکثر یہ امر مغربی نقطہ نظر سے پوشیدہ رہتا ہے کیونکہ یہ دوسری تہذیب کا کارنامہ تھا۔ علمائے اسلام نے ریاضی اور جغرافیہ کے ماہرین کے نظریات کو قبول کیا ہے۔ زمین کے گول ہونے کے دلائل کی وجہ سے نماز کے لئے استقبالِ قبلہ عام فہم ہو گیا تھا۔ یہ مکہ مکرمہ کی طرف سیدھ خط نہیں بلکہ مختصر ترین راستہ تھا۔[28]

ابن رشد خالقِ کائنات کی ربوبیت پر پختہ یقین رکھتے ہیں، جبکہ مغربی سائنسی فکر تخلیقی عقائد کے مقابلے پر ارتقاء کو لے آئی ہے۔[29] ارتقاء پسند ارتقاء کو مانتے ہوئے بھی اسے اعتقاد نہیں سمجھتے۔ ارتقاء کے برعکس تخلیق کا لفظ انگریزی زبان کی تقریباً تمام لغات میں پایا جاتا ہے، کہ ایک قوی خالق کے ذریعے تمام چیزیں اب کی طرح تخلیق کی گئی ہیں۔ ان کا تدریج سے ارتقاء نہیں ہوا۔ ارتقائی نظریہ یوں سمجھا جاتا ہے کہ مادہ اور تمام چیزیں اربوں سالوں سے ہیں۔ یہ خالصتاً فطری عمل سے اپنی موجودہ شکل میں تبدیل ہوئے ہیں۔ انہیں ایک قادر مطلق خالق نے چھ دن میں تخلیق نہیں کیا۔[30]

ابن رشد اللہ تعالیٰ کی معرفت کے لیے سائنس و فلسفہ کا پرچار کرتے ہیں،[31] جبکہ سائنس خدا کی نشانیاں دیکھ کر بھی ایمان لانے کو تیار نہیں۔ کہہ دیا جاتا ہے کہ پھیلتی کائنات کا تجربہ گاہی مشاہدہ خالق کو خارج از امکان قرار نہیں دیتا، اور تکوین کے زمانے سے بھی آگاہ کرتا ہے۔ اس کی ابتدائی حالت کو قوانین کے تابع فرض کرنا معقول ہے۔ اسے خدا نے نافذ کیا ہو گا، جس کی مشیت سے ہم آگاہ نہیں، اور پھر ارتقاء کے لیے چھوڑ دیا، جن کے قوانین ہم سمجھ سکتے ہیں۔

(28) Jonathan Lyons, Islam through Western Eyes: From the Crusades to the War on Terrorism, Columbia University Press, 2012 (73).

(29) ابن رشد، محمد بن احمد، ابو الولید، تلخیص السماء و العالم، تحقیق: جمال الدین العلوی ، منشورات کلیة الآداب ، فاس، (84، 268)

ابن رشد، محمد بن احمد، ابو الولید، تلخیص الآثار العلویة، تحقق: جمال الدین العلوي، دار الغرب الاسلامی، بیروت، (18، 141)۔

(30) J. Huxley, "Evolution and Genetics," in What Is Science, ed. J. R. Newman, Simon and Schuster, New York, 1955 (278).

(31) ابن رشد، محمد بن احمد، ابو الولید، تلخیص السیاسة لافلاطون، تحقق: حسن مجید العبیدی و فاطمة كاظم الذهبی ، دار الطلیعة ، بیروت ، 1998 (168)۔

ابن رشد، محمد بن احمد، ابو الولید، تلخیص کتاب الجدل، تحقق: تشالز بتروث ، الهیئةالمصریة العامة للکتاب ، القاهرة ، 1979م، (48، 359)۔

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

تخلیقی لمحہ یعنی بگ بینگ کے بعد کائنات کا مطالعہ ٹھیک ہے۔ کائنات کا مشاہدہ اس کے ماضی کا مشاہدہ ہے۔ سورج زمین سے آٹھ نوری منٹ کے فاصلے پر ہے۔ روشنی کی رفتار سے خلائی سفر سے واپسی پر انسان کی عمر رکی محسوس ہو گی۔ مصنف کو امید ہے کہ وحدتی نظریہ ایک روز دریافت ہو جائے گا۔ ایسے نظریات کا لامتناہی سلسلہ، کوئی نظریہ یا پیش گوئی نہیں۔ ہماری اور کائنات کی موجودگی کا جواب پانا انسانی دانست کی فتح ہو گی، جو خدائی ذہن کی سمجھ ممکن بنائے گی۔[32]

تعلیم وتربیت اور مدرسہ اصلاحات میں تقابل

مغرب میں انسان دوست دانشور عقل کو نقل پر ترجیح دینے لگے تھے۔ وہ جامعات میں غلبہ پاگئے۔ برطانوی مفکرڈیوڈ ہیوم (1711ء تا1776ء) نے مغربی تہذیب کو تجربیت کا خوگر کردیا۔ اس کے مطابق صرف حسی تجربے سے علم کی تشکیل ہوتی ہے۔ عقل یا ذہن کا اس میں کوئی کردار نہیں۔ پھر علومِ عقلیہ کو سائنس کے تابع کیا گیا۔ سر فرانسس بیکن(1561ء تا1626ء) جدید استقرائی اور سائنسی منطق کی تنظیم کا بانی ہے۔ اس نے قبیلے، غار، بازار اور تھیٹر کے بت پاش پاش کرنے کا مشورہ دیا۔[33]

ابن رشد نے مساجد سے علیحدہ جگہ پر مدارس کی تعمیرات کی سفارش کی اور نصابی اصلاحات پر زور دیا۔ آپ نے نصاب کی تشکیل کی ضرورت کے مطابق تالیفات رقم کیں۔ آپ ابتدائی درجے میں منطق کو لازمی سمجھتے ہیں۔ آپ سائنس اور فلسفہ کی افادیت فقہی علوم کی مثال سے سمجھاتے ہیں۔ اس کی تکمیل میں طویل عرصہ لگا تھا۔ اسی طرح ہیئت اور ہندسہ جیسے علوم وفنون انسانی تجربے ہیں۔ یہ یک دم ختم ہو جائیں تو صدیوں کی محنت ضائع ہو جائے۔ آپ کے مطابق ان کی از سرنو ابتداء کتنی مشکل ہو گی۔ آپ نے فلکیات کی تحقیق پر شروع میں ہی توجہ دی، شاہی معالج رہے اور میڈیکل کا انسائیکلوپیڈیا تالیف کیا۔[34]

ابن رشد کے علمی افکار سے مغرب میں تبدیلی آئی۔ پھر دینی طبقے کی سوچ بدلی۔ قبل ازیں لاطینی مسیحی چرچ کے عظیم فادر آگسٹائین نے پانچویں صدی میں دانشورانہ انداز اپنایا تھا۔ لوگ مظاہرِ فطرت کی چھان بین کرتے ہیں، حالانکہ علم ان کے لیے

---

(32) سٹیون ہاکنگ، وقت کا سفر، ترجمہ ناظر محمود، مشعل، لاہور، 1998ء (28، 210)

(33) Will Durant, The Story of Philosophy, Pocket Books, NY, 1961 (129).

(34) ابن رشد، محمد بن احمد، ابو الولید، فصل المقال فی تقریر ما بین الشریعة والحکمةمن الاتصال، مرکز دراسات الوحدة العربیة، بیروت، 1997ء (91، 95)

ابن رشد، محمد بن احمد، ابو الولید، رسائل ابن رشد الطبیة ، تحقق: سعید زاید و جورج قنواتی ، الهیئة المصریة العامة للکتاب ، القاهرة ، 1987م(366، 409)

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

اہمیت نہیں رکھتا ہے۔ وہ محض جاننا چاہتے ہیں۔ مسیحی بننے پر آگسٹائین نے روحانی پرواز پر توجہ مبذول کرنے پر زور دیا۔ اس نے علوم وفنون کو مسترد کر دیا۔ اب اسے تھیٹر متوجہ نہیں کرتے تھے، اور اسے ستاروں کا احوال جاننے کی پرواہ نہ تھی۔[35]

ابن رشد نے طبی مسائل کو سمجھا اور بیان کیا ہے۔[36] آپ شرعی احکام بیان کرتے ہوئے امراض، علاج اور طبی مسائل بیان کرتے ہیں۔ آپ ریاضی کو عقل کی ترقی کا حاصل سمجھتے ہیں۔ ان علوم وفنون کے علاوہ آپ شماریات اور طبیعیات کی لازمی تعلیم کے حق میں ہیں، جبکہ اختیاری مضامین میں بصریات اور موسیقی کو اہم سمجھتے ہیں۔ آپ ان سائنسی علوم کی تحصیل کے بعد مابعد الطبیعیات کی تعلیم کا رخ کرنے کا کہتے ہیں۔ آپ معلم کے لیے دین کی شرط مناسب نہیں سمجھتے۔ آپ قدیم حکماء کی تحقیقات کو علمی ورثہ سمجھتے ہیں، انہیں علمائے راسخین کہتے ہیں، اور ان کے قیاس کو خواص کی منطق سمجھتے ہیں۔

ابن رشد عقل اور نقل میں توازن رکھتے ہیں۔ آپ ایک کی مدد سے دوسرے کو پچھاڑنا نہیں چاہتے۔ آپ اس متوازن رائے کے ساتھ مغربی تہذیب کے تمام ادوار کی آراء پر سبقت رکھتے ہیں۔ اس تہذیب کے تشکیلی دور میں دینی دانشور تعلیم و تدریس میں نمایاں تھے۔ وہ نقل کو فوقیت اور عقل کو اہمیت دیتے تھے۔ تب یہ فکر راسخ ہو گئی تھی کہ حصولِ علم کا پہلا طریقہ دریافت کہلاتا ہے۔ اس میں عقل خود بخود نامعلوم اشیاء تک رسائی کر لیتی ہے۔ دوسرا طریقہ کسی کی ہدایات اور تربیت سے سیکھنا ہے، جس میں متعلم کی عقل کو مدد دی جاتی ہے۔[37]

السنہ اور فنون و آداب کے علمی مقام میں تقابل

مغربی تہذیب کو اپنے ناگزیر عزائم میں کامیابی کے حصول کے لیے اجنبی السنہ، آداب اور فنون کی تحصیل میں سبقت حاصل ہے۔ مطالعہ اور کتب بینی گویا ابن رشد کی غذا تھی۔ آپ کے دور میں علمی زبان عربی تھی، جس کے نامور شعراء کے دیوان آپ نے یاد کیے ہوئے تھے، اور دورانِ کلام آپ شعر بیان کرتے تھے۔ عربی میں یونانی حکیمانہ کتب کے کثیر تراجم موجود تھے۔ اس لیے آپ نے سابقہ علمی زبان، یونانی سیکھنے کی ضرورت محسوس نہ کی۔ ابن رشد نے اپنی علمی تحقیقات میں مسلم فلاسفہ کی تشریحات کا مطالعہ کیا۔ آپ نے ان کی لغزشوں سے آگاہ کیا۔ آپ کے مطابق ان لغزشوں کی وجہ سے امام غزالیؒ نے ردِ فلسفہ کی تحقیقات پیش کی تھیں۔ آپ نے ان کا ناقدانہ جائزہ لیا۔ آپ نے مشائیت کے فلسفے کی طرف رجوع کی کوشش کی۔[38]

---

(35) Augustine of Hippo, The Confessions of St. Augustine, translated by F. J. Sheed, Sheed and Ward, New York, 1942 (247).

(36) ابن رشد، محمد بن احمد، ابو الولید، شرح ابن رشد لارجوزة ابن سینا ،کتابخانہ مدرسہ فقاہت ایران،(2/1)۔

(37) Thomas Aquinas, Disputed Questions on Truth, question 11, article 1, trans. Robert W. Mulligan, Henry Regnery Company, Chicago, 1952 (526).

(38) بدایة المجتهد و نهایة المقتصد لابن رشد، (169، 309، 617)۔

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

مغرب میں مانا جاتا ہے کہ مصنف تصنیف کے بعد بنتا ہے۔ وہ ثقافت میں اپنی حدود کا تعین کرتا ہے، پھر اس میں داخل یا خارج ہوتا ہے۔ وہ نظریاتی شخصیت رکھتا ہے۔ اس سے معانی کا منبع بننے کی امید کی جاتی ہے۔(39) ابنِ رشد قرونِ وسطیٰ میں مترجم کی حیثیت سے ابھرے۔ آپ علمی دائرے میں امیدوں پر پورے اترے ہیں۔ آپ کی تحقیقات کا مسلسل تنقیدی جائزہ لیا جاتا رہا ہے۔ اس کی وجہ سے ان کی افادیت مختلف زمانوں میں نکھر کر سامنے آتی رہی ہے۔

ادبی تنقید میں مابعد جدیدیت نے جدیدیت سے متعلق تمام چیزوں پر سوالیہ نشان لگائے ہیں۔ میڈیا اس کا امتیازی وصف ہے۔ اس میں تعصبات اور قدامت پرستی کے فروغ سے ماضی کا تسلسل ہوا ہے۔ دیہات سے شہروں کی طرف نقل مکانی میں اضافے کی وجہ سے شہری زندگی کے مسائل پر توجہ مرکوز ہوئی ہے۔ جمہوریت کے فروغ کے لیے مختلف طبقات کی موجودگی، اور مختلف مخاطبوں کے باہمی ملاپ کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے۔ اب سادہ زبان میں اظہارِ خیال کو اہمیت دی جاتی ہے۔(40)

ابن رشد کو مبصر کی حیثیت سے مغرب پر اس لحاظ سے فوقیت حاصل ہے کہ آپ کی علمی تبصری نگاری کی وہاں سب سے زیادہ دھوم مچی ہے۔ مغرب میں تبصرے، تجزیئے اور تنقید کو میڈیا نے بہت ترقی دی ہے، لیکن وہاں صرف علمی و فکری موضوعات ہی نہیں رکھے جاتے، بلکہ حالات حاضرہ، کھیل اور ہر شعبہ زندگی کے بارے میں ہر فرد کو معلومات بہم پہنچائی جاتی ہیں۔ فقہی و علمی لحاظ سے دیکھا جائے تو اکثر مبصرین کی کئی گھنٹوں تک کی عرق ریزی لفاظی اور مقصد انسانیت سے غفلت بڑھانے کے علاوہ کچھ نہیں دکھائی دیتیں۔

پرانے نقاد جان جوکھوں میں ڈال دیتے تھے۔ وہ طے کردہ نظریات اور ایجنڈے سے متون میں مخصوص سیاق و سباق تک محدود رہتے تھے، اور خزانے کی تلاش کرتے تھے۔(41) ابن رشد نے مشائیت کی مصادر کتب کو اہمیت دی۔ آپ نے فنی اور ادبی تاریخ نویسی میں مختلف دباؤ محسوس کیے۔ آپ نے ان دباؤ کے تحت کی گئی تبدیلیوں کے بجائے مصنف کی مراد جانچنے کی کوشش کی۔ آپ نے معاشرے میں پنپ جانے والے نظریات کی مخالفت کر دی تھی۔ دراصل مسلم فلسفہ یونانی حکمت سے اخذ کیا گیا تھا۔ آپ سے پہلے کے فلاسفہ نے اسلامی عقائد اور عرب رواجات کے سانچے میں اس کو ڈھالا تھا۔

ابن رشد نے حکیمانہ تحقیقات کی مسلم فلاسفہ کی طرف سے کی گئی تشریحات کا ناقدانہ جائزہ لیا۔ آپ نے اپنی طرف سے ممکنہ بہتر معنی پیش کر دیا۔ مغربی تہذیب دانشورانہ ارتقاء کر کے اس نتیجے پر آ پہنچی ہے، کہ افراد اور اشیاء کی متون میں موجودگی کے مقاصد

---

(39) Michel Foucault, What is an Author? Language, Conreter-Memory, Practice ed. Donald F. Bouchard, CUP, Ithaca, 1977 (138).
(40) Ahmad, Akbar S. Postmodernism and Islam, Routledge, London, 1992 (10).
(41) اقبال آفاقی، ڈاکٹر، مابعد جدیدیت فلسفہ و تاریخ کے تناظر میں، مثال پبلشرز، فیصل آباد، 2013ء، (229)۔

کی تلاش پر توجہ صرف نہ کی جائے۔ انہیں بہتر جگہ پر تعینات کرنے کی کوشش نہ کی جائے۔ ان کی بعینہ موجودگی کو اہمیت دی جانی چاہیے۔ فنون و آداب کی داخلی کیفیت تکثیریت ہے۔ فنی و ادبی نمونہ بیک وقت کئی معانی لیے ہوتا ہے، جو قاری یا ناقد کی کمزوری کی وجہ سے ظاہر نہیں ہوتا(42) کوئی بھی تصنیف معروضی نہیں ہوتی۔ یہ متغیر اور اضافی وحدت ہوتی ہے۔ یہ دیگر تصانیف کے متون اور جملوں کی مرہونِ منت ہوتی ہے۔(43) ابن رشد نے مختلف ادوار میں کی جانے والی تشریحات سامنے رکھیں اور پھر اپنی ماہرانہ رائے پیش کی۔ آپ نے فلسفیانہ افکار کو خالص کرنا چاہا۔ آپ نے مسلم مفکرین کے اضافے کو دینی خدمت نہیں سمجھا، کیونکہ اس سب کے باوجود وہ تکفیر سے نہ بچ پائے تھے۔

مغرب میں تصور راسخ ہو چکا ہے کہ فلسفی کو شاعرانہ ذمہ داری نبھانی چاہیئے۔ وہ کائنات کے قوانین بنانے پر مصر رہتے ہیں۔ ان کے الگ الگ وجدان کی وجہ سے تصادم ہو جاتا ہے۔ وہ حقیقت بیان کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں، جو کہ اختلاف کرنے والوں کی دشمنی لینے کے مترادف ہے(44) ابن رشد تنقیدی نظر ڈالتے ہوئے ردِ فلسفہ کو سوفسطائیت کہتے ہیں۔ مغرب میں ردِ فلسفہ کا مکتبِ فکر حاوی ہے جو صداقت کو تسلیم نہیں کرتا۔ عقلی جواز یا استدلال کے بغیر بادریلانے صداقت اور حقیقت کے تصورات پر بے بنیاد تردید اور تنقید کی ہے۔(45) اسی طرح مابعد جدید مصنفین نے اپنے دور کی ترجمانی کی ہے۔ انہوں نے حقیقت حال سے لاپروائی برتی ہے۔ انہوں نے سطحِ آب دیکھ کر اس کی گہرائی جاننے کا تکلف نہیں برتا۔(46)

خلاصۃ البحث

اس تحقیق میں ابن رشد کے افکار کی روشنی میں مسلم اور مغربی تہذیب کے علمی افکار کا تقابل کیا گیا ہے۔ تحقیق اور اصول تحقیق میں مغرب کی بالادستی کا ڈھنڈورا پیٹا جاتا ہے۔ یہ مسلم تہذیب کا ورثہ ہے۔ اس کو مسلم دنیا سے سیکھ کر، اور اس پر عمل کر کے مغرب نے اپنی علمیت کی دھاک بٹھائی ہے۔ مستشرقین نے شرق شناسی سے مغربی بالادستی کی راہ ہموار کی، اور مغرب میں اسلام کے خلاف رائے عامہ ہموار کی۔ مغربی افکار پر دہریت غالب آرہی ہے، انکار کی یہ روش مطالعہ تاریخ کا نیا اسلوب لائی ہے، اس

(42) Roland Barthes, Criticism and Truth,
edit & trans. Katrine Pilcher Keunemen, University of Minnesota Press, Minneapolis, Minnesota, 1987 (67, 191).
(43) Michel Focault, The Archeology of Knowledge, Pantheon Books, New York, 1972 (23).
(44) George Santayana, The Last Puritan, Charles Scribner's Sons, New York, 1936 (602).
(45) Christopher Noris, What is wrong with Postmodernism: Critical theory and ends of Philosophy, 1990 (92).
(46) Fredric Jameson, Postmodernism or the Cultural Logic of Late Capitalism, Duke University Press, 1989 (60).

کے مدمقابل طبقہ کے مغربی مفکرین ابن رشد اور دیگر مسلم مفکرین کے افکار کی مدد سے مدد لے رہے ہیں۔ مغربی تہذیب کو اپنے تعلیم و تربیت کے نظام اور مدرسہ اصلاحات پر ناز ہے۔ یہ ابن رشد کے افکار کی روشنی میں ہیں، فرق یہ ہے کہ مسلم مفکرین الہامی تعلیمات کو فراموش نہیں کرتے۔ مغرب میں السنہ اور فنون و آداب کو ترقی ملی ہے، مسلم تہذیب اس میدان میں بھی کم مایہ نہیں۔ مغربی تہذیب میں پاپائیت کو سیاسی و دانشوارانہ پیشوائیت حاصل رہی۔ مسلم تہذیب نے خلافت راشدہ کو معیار بنایا ہے، اور دیندار طبقے نے جان جوکھوں سے حکومتوں کو ہمیشہ اصلاح کی راہ دکھائی۔ دین سے رہنمائی لے کر ابن رشد اور مسلم تہذیب کے دیگر دانشور سائنسی اور عمرانی افکار میں متوازن رہتے ہیں جبکہ مغرب اس بارے میں دینی احکامات کی ضرورت محسوس نہیں کرتا۔ اس تقابلی تحقیق سے پتہ چلتا ہے کہ مسلم تہذیب کا اپنا اور منفرد مقام ہے، اور مغربی تہذیب سے مسلمانوں کو مرعوب ہونے کی ضرورت نہیں۔ آج بھی مسلم دانشوروں کو ابن رشد کی طرح دین کا علم ہو، ان کی طرح مجتہد کا مرتبہ حاصل ہو، اور جدید افکار سے آگاہی بھی ہو تو وہ مسلم دنیا کے عروج میں معاون بن سکتے ہیں۔